حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

"بیس (۲۰) مردانِ حق"

دو ہزار صفحات پر مشتمل، دو ضخیم جلدوں میں، کتاب "بیس مردانِ حق" میرے سامنے ہے۔ اگر اسے عام کتابی سائز میں اور ذرا جلی کتابت میں چھاپا جاتا تو یقیناً اس کی پانچ چھے جلدیں بنتیں۔ یوں بھی، یہ کوئی ایک کتاب تو ہے نہیں۔ اسے تو بیس کتابوں کا خلاصہ سمجھئے بلکہ اس سے بڑھ کر.... گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھئے۔

کتاب کا افتتاحی باب، جسے مؤلف محترم نے "فتح باب" کا عنوان دیا ہے..... ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ......

"برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث گو اسلام، صحابہ اور مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی آ گیا تھا لیکن اس کی صحیح خدمت و اشاعت کا دور حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور امام المحدث شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خاندان کا دور ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجاز جا کر حضرت شیخ ابو طاہر مدنیؒ سے حدیث پڑھی اور اجازت لی۔ ہمارے برصغیر کے تمام مدارس میں یہی سند معروف و مشہور ہے اور ترمذی شریف کے شروع میں مذکور ہے۔ اس کے بعد اس (سلسلے) کو آگے بڑھانے، اس کی وسیع تر اشاعت اور کتب و احادیث کی شروح لکھنے کا سہرا الامام المحدث کے معنوی فرزندوں..... اکابر دارالعلوم (دیوبند)..... کے سر ہے۔ آسام سے لے کر خیبر تک، اور ہمالیہ سے لے کر راس کماری تک شاید ہی کوئی تحانہ کوئی ذیل ایسی ہو کہ جس کے دیہات میں دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور اور (جامعہ اسلامیہ) ڈابھیل کا کوئی فیض یافتہ عالم کام نہ کر رہا ہو۔ گزشتہ ڈیڑھ صدی میں، ان مراکز کے فیض یافتگان نے حدیث شریف پر جتنا کام کیا، برصغیر کیا، عالم اسلام میں کسی اور نے نہ کیا ہوگا۔"

اس کتاب کے مؤلف کے قلم کی اٹھان ایسی ہی ہے۔ اردو دینیات کے قارئین کے لیے "بیس بڑے مسلمان" نامی کتاب یا اس کے مؤلف جناب عبدالرشید ارشد (زید مجدہ) قطعاً اجنبی نہیں ہیں۔ "بیس مردان حق"..... بیس بڑے مسلمان" کا ہی تسلسل ہے۔ فنافی اللہ اور فنافی الرسول لوگ کون تھے؟ کیسے تھے؟ کب تھے؟ کہاں تھے؟ کیا گزشتہ ڈیڑھ دو سو سال کی ہند اسلامی تاریخ میں اس کا کوئی جواب موجود ہے؟ یقیناً موجود ہے۔ آپ اس خطے میں گھوم جائیے تو قدم قدم پر یہ جواب آپ کو ملے گا۔ مزارات و مقابر یا تذکار و تواریخ

کی شکل میں نہیں بلکہ دعوت و ارشاد، تربیت و تزکیہ، تعلیم و تدریس اور عزیمت و جہاد کی محنت میں مصروف مراکز کی شکل میں! ہمارے دور و نزدیک اور ارد گرد کی جتنی بھی آبادیاں ہیں اور ان میں خدا کے آخری الہامی دین کی جتنی بھی برکتیں اور سچے آفاقی تمدن کی جتنی بھی رونقیں ہیں وہ انہی مراکز کی محنت کا ثمرہ ہیں۔ وہ مراکز جو فنافی اللہ اور فنافی الرسول لوگوں کی محنت کا ثمرہ ہیں۔ وہ کون لوگ تھے؟ یہ وہی مفسرین و محدثین، مبلغین و مجاہدین، متکلمین و مناظرین اور فقہاء و صوفیاء تھے کہ جنہیں "بیس مردان حق" کے فاضل مؤلف نے امام المحدث شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے معنوی فرزندوں کا نام دیا ہے۔

سندھ کے قادری راشدی بزرگوں اور ان کی خانقاہوں.... پیر گوٹھ پگارہ، سوئی شریف، بھر چونڈی شریف، پیر گوٹھ جھنڈا، دین پور شریف، امروٹ شریف وغیرہ..... کے متعلق مؤلف محترم نے کتنا صحیح لکھا ہے کہ یہ خانقاہیں روحانی مراکز بھی تھیں اور جہادی قلعے بھی۔ بھر چونڈی شریف کے حضرت حافظ محمد صدیقؒ اور ان کے مرشد، سوئی شریف کے حضرت سید حسن شاہ جیلانیؒ کے تذکرے میں یہ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ ضرور پڑھی جانی چاہییں۔ مؤلف لکھتے ہیں..........

"سید العارفین (حافظ محمد صدیقؒ)، جیلانی سائیں اور آپ کے بعد بھورل سائیں (میاں محمد حسین) کے زمانہ تک سوئی شریف میں آمد و رفت اور صحبت رکھتے رہے۔ بھورل سائیں کے وصال کے بعد سوئی شریف کی مسند ارشاد خالی ہوئی تو تمام جماعت کی نگاہیں سید العارفین کی طرف تھیں کہ انہیں مسند شیخ پر بٹھایا جائے۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا اور سانوں سائیں (میاں ابو بکرؒ) کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھ دیں، جس سے تمام جماعت کا رخ ان کی طرف ہو گیا اور وہی مسند نشین ہوئے۔ سید العارفین کا جیلانی سائیں کی حیات مبارکہ سے دستور تھا کہ رمضان المبارک میں بھر چونڈی شریف میں روزہ افطار کر کے، روزانہ پانچ میل پیدل چل کر، سوئی شریف پہنچتے، نماز تراویح میں قرآن مجید سناتے اور پھر گھر واپس آتے۔ اس طرح روزانہ دس میل پیدل آتے جاتے۔ یہ معمول بھورل سائیں کے زمانہ تک برابر جاری رہا۔ سانول سائیں کے زمانہ میں، سوئی شریف کی مسجد کی پختہ تعمیر ہوئی تو سید العارفین ہر شب پیدل خفیہ جا کر، چپکے سے گارا تیار کرتے، اینٹیں ڈھو کر بنیادوں کے قریب ڈھیر لگاتے اور پھر فقراء کے لیے وضو کے پانی کے کوزے بھر کر واپس بھر چونڈی چلے آتے۔ سویرے جب فقراء اٹھ کر دیکھتے تو تعمیر کا تمام سامان تیار حالت میں ان کو ملتا۔ وہ حیران رہ جاتے۔ ایک دن جیلانی سائیں کے زمانہ کی ایک پرانی باخدا فقیرنی مائی بوڑھی نے سانول سائیں سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔-- اماں، اس چور کو پکڑو۔ دیکھیں تو کون ہے؟ چنانچہ دوسری رات مائی بوڑھی جاگتی رہی۔ حسب معمول سید العارفین چپکے چپکے آئے۔ پہلے وضو فرمایا اور پھر اپنے کام میں جت گئے۔ تمام کام کر کے فارغ ہوئے تو مائی بوڑھی اچانک قریب جا کھڑی ہوئی اور پوچھا بیٹا! حافظ ہو؟ آپ خاموش رہے تو مائی بوڑھی نے کہا، حافظ! سوئی شریف کی